



وَحَمْدُهُ لِلَّهِ عَلَيْهِ

امام احمد رضا اور قرن تفسیر

تالیف

علامہ مفتی محمد رفیع احمد الہی



قطب مکتبہ اسلامیہ پبلشرز

امام احمد رضا اور فنِ تفسیر

تصنیف : فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت قدس سرہ ان ہستیوں میں سے ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

افمن شرح اللہ صدرہ، للاسلام فهو علیٰ نور من ربہ

یہ شرح صدر ہی تو تھا کہ قلیل عرصہ میں جملہ علوم و فنون سے فراغت پالی ورنہ عقل کب باور کر سکتی ہے کہ چودہ سال کی عمر میں جملہ علوم و فنون ازبر ہوں۔

تانا بخشد خدائے بخشدہ

این سعادت بزور بازو نیست

(یہ سعادت بزور بازو نہیں ملتی جب تک کہ بخشے والا خداوند نہ عطا کرے)

اور یہ علوم و فنون صرف ازبر نہ تھے بلکہ ہر فن پر مبسوط تصانیف موجود ہیں اور وہ بھی کسی سے مستعار نہیں بلکہ قلم رضوی کے اپنے آب دار موتی ہیں اور تحقیق کے ایسے بہتے ہوئے بحرِ ذخار کو دیکھ کر بڑے بڑے محققین انگشت بدنداں ہو جاتے ہیں۔ آپ کو قلم کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔

تجربہ اور شواہد بتاتے ہیں کہ جس بندہ خدا کو جس فن کی مہارت نصیب ہو وہ دوسرے فن میں ہزاروں ٹھوکریں کھاتا ہے مثلاً امام بخاری قدس سرہ کو دیکھئے کہ دنیائے اسلام نے فنِ حدیث کا انہیں ایسا امام مانا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی لیکن فقہاء کے استنباط اور تاریخی حیثیت سے آپ کو وہ مرتبہ حاصل نہیں جو فنِ حدیث میں ہے لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی یہ خصوصیت ہے کہ فن کے ماہرین نے مانا ہے کہ آپ ہر فن میں مہارت تامہ رکھتے ہیں چنانچہ شاعروں نے آپ کو امام الشعراء سمجھا، فقہاء نے آپ کو وقت کا ابو حنیفہ مانا، محدثین نے امیر الحدیث وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے لئے فرمایا اور بجا فرمایا۔

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

اس وقت فقیر کا موضوع سخن فن تفسیر ہے واضح کروں گا کہ آپ اس فن کے بھی مسلم امام ہیں اگرچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پورے قرآن پاک کی کوئی تفسیر نہیں لکھی لیکن حق یہ ہے کہ اگر آپ کی تصانیف کا بالا استیعاب مطالعہ کر کے تفسیری عبارات جمع کئے جائیں تو ایک مبسوط تفسیر معرض وجود میں آسکتی ہے چنانچہ فقیر اویسی غفرلہ نے اس کام کا آغاز کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

شرائط فن تفسیر

امام جلال الملمۃ والدین حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان میں لکھا ہے کہ مفسر اس وقت تک تفسیر قرآن لکھنے اور بیان کرنے کا حق رکھتا ہے جب چودہ فنون کی مہارت حاصل کر لے ورنہ تفسیر نہیں تحریف قرآن کا مرتکب ہوگا۔ اس قاعدہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نہ صرف ان چودہ فنون کے ماہر ہیں بلکہ پچاس فنون پر کامل دسترس رکھتے ہیں بلکہ بعض فنون پر آپ کی درجنوں تصانیف ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ آپ کو مستقل طور پر تفسیر لکھنے کا موقعہ نہیں ملا لیکن آپ کی تصانیف سے قرآنی ابحاث کی ایک ضخیم تفسیر تیار ہو سکتی ہے اور فقیر اویسی نے اس کے اکثر اجزاء کو جمع کیا ہوا ہے بنام ”تفسیر امام احمد رضا“ خدا کرے کوئی بندہ خدا اس کی اشاعت کے کمر بستہ ہو جائے۔ (آمین)

علاوہ ازیں تفاسیر پر آپ کی عربی حواشی کے اسماء ملتے ہیں مثلاً

(1) الزلال الانقی من بحر سفینۃ اتقی

(2) حاشیہ تفسیر بیضاوی شریف

(3) حاشیہ عنایت القاضی شرح تفسیر بیضاوی

(4) حاشیہ معالم التنزیل

(5) حاشیہ الاتقان فی علم القرآن سیوطی

(6) حاشیہ الدر المنثور (سیوطی)

(7) حاشیہ تفسیر خازن

علاوہ ازیں بعض آیات اور سورتوں پر آپ کی متعدد تصانیف موضوع تفسیر پر ملتی ہیں جنہیں ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع فرمایا ہے چند ایک کے اسماء درج ہیں۔

(8) انوار العلم فی معنی معیار واستجب لکم فارسی زبان میں ہے ۱۳۲۷ء تک غیر مطبوع تھی اس میں اعلیٰ حضرت

قدس سرہ نے تحقیق فرمائی ہے کہ اجابت دعا کے کیا کیا معنی ہیں۔ اثر ظاہر نہ ہونا دیکھ کر بے دل ہونا حماقت ہے۔

(9) **الصصام علی مشک فی آیة علوم الا رحام** اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پادریوں کا رد فرمایا ہے اُردو زبان میں طبع شدہ موجود ہے۔

(10) **انباء الحی ان کتاب المصون تبیان لکل شئی عربی** اُردو زبان میں ہے اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ثابت فرمایا ہے کہ قرآن مجید اشیائے عالم کی ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔

(11) **النفحة الفاتحة من مسلك سورة الفاتحة** اُردو زبان میں ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے سورۃ فاتحہ سے حضور اکرم ﷺ کے فضائل کو ثابت فرمایا ہے۔

(12) **نائل الراح فی فرق الريح والرياح** فارسی زبان میں ہے۔

مذکورہ رسائل صرف تفسیر سے متعلق ہے۔ بعض اوقات کسی مسئلہ کے متعلق استفسار پر آپ نے تفسیری نقطہ نگاہ سے حل فرمایا دراصل آپ کو عالم دنیا سے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے فتاویٰ کے جوابات سے فرصت کم ملی ورنہ اگر اس طرف توجہ دیتے تو تفسیر کا ایک جز ہزاروں صفحات پر پھیلتا۔ صرف **بسم اللہ** شریف کی تقریر پر مختصر سے وقت میں آپ کا ایک طویل مضمون موجود ہے جو آپ نے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بریلی شریف میں بیان فرمایا تھا جو سوانح اعلیٰ حضرت میں صفحہ ۹۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۱۲ تک ختم ہوتا ہے۔ اسی طرح پھر دوسرا وعظ صفحہ ۱۱۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۳۱ تک ختم ہوا یہ بھی تقریر کے رنگ میں ہوا جو تحریر کے میدان میں کوسوں دور سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اتنے صفحات کا مضمون بیان کر جانا کسی مرد میدان کا کام ہے اور وہ بھی مفسر نہ رنگ میں اور پھر تفسیر **سورة الضحیٰ** لکھی تو سینکڑوں صفحات پھیلا دیئے۔ جس کی ایک ایک سطر کئی تفاسیر کے مجموعہ کو دامن میں لئے ہوئے ہے۔

آپ کے تلامذہ کو رشک ہوتا کہ ایسے بحر بے پایاں کے قلم سے جس طرح فقہ اور حدیث اور دیگر فنون کے دریا بہائے گئے ہیں کچھ تفسیری نوٹ بھی آپ کی یادگار ہوں تو زہے قسمت اگر چہ اجمالی طور پر ہی سہی چنانچہ صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم امجد علی صاحب مصنف بہار شریعت قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمتوں سے نوازے انہوں نے اہلسنت پر احسان عظیم فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عدیم الفرستی کے باوجود قرآن مجید کا ترجمہ لکھوا ہی لیا چنانچہ سوانح نگار حضرات قرآن مجید کے ترجمے کے متعلق یوں لکھتے ہیں کہ صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ قرآن کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے گزارش کی آپ نے وعدہ تو فرمایا لیکن دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا چوں کہ ترجمے کے لئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات کو سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں چنانچہ حضرت صدر الشریعہ

ایک دن قلم دوات لے کر حاضر ہو گئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہو گیا۔ ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر ترجمہ آیت کریمہ کا فرماتے جاتے اور حضرت صدر الشریعہ لکھتے جاتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر و حدیث و لغت کو ملاحظہ فرماتے اور آیات کو سوچتے پھر ترجمہ بیان فرماتے۔ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے تھے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف پڑھتا چلا جاتا ہے۔ علماء کرام جب دوسری تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل عین مطابق ہے۔ الغرض اسی قلیل وقت میں ترجمہ کا کام ہوتا رہا پھر وہ مبارک ساعت بھی آئی کہ قرآن مجید کا ترجمہ ختم ہو گیا اور حضرت صدر الشریعہ کی کوشش بلیغ کی بدولت سنیت کو کنز الایمان کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی۔

(فجزاه اللہ عنا تعالیٰ عنا وعن جميع اهل السنة جزاء كثيرا واجرا جزیلا)

حضرت محمد کچھوچھوی سید محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے علم قرآن کا اندازہ اس اردو ترجمہ سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کو کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں ہے اور نہ اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جاسکتا جو یہ بظاہر ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن مجید کی تفسیر ہے اور اردو زبان میں روح قرآن ہے بلکہ فقیر اویسی کا ذوق یوں گواہی دیتا ہے۔

ہچوں مثنوی بزبان پہلوی

ہست قرآن بزبان اردوی

اس ترجمہ کی شرح میں حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا نعیم الدین علیہ الرحمۃ حاشیہ پر فرماتے ہیں کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے استعمال کردہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پردن گزرے اور رات پر رات کثرت رہی اور بالآخر ماخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا اعلیٰ حضرت خود حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے۔ لیکن اگر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اردو زبان کے اس ترجمے کو پاتے تو فرما ہی دیتے کہ ترجمہ قرآن **شئی دیگر**

است وعلم القرآن شئی دیگر ست۔

☆ علماء دیوبند نہ صرف حریف بلکہ وہ آپ کو ہر معاملہ میں ترجمہ نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن وہ بھی اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے کہ واقعی اعلیٰ حضرت کا قرآن مجید کا ترجمہ بالکل صحیح اور درست ہے اور آپ کے ترجمے کے مقابلہ میں موجودہ دور کے تمام اردو تراجم کو دیکھا جائے تو ان میں سینکڑوں غلطیاں ہیں اس لئے محققین نے اس کو دیکھ کر ذیل کی آراء قائم فرمائی ہیں۔

۱۔ ترجمہ اعلیٰ حضرت تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے۔

۲۔ اپنی تفویض کے مسلک اسلم کا عکس ہے۔

۳۔ اصحابِ تاویل کے مذہبِ سالم کا موید ہے۔

۴۔ زبان کی روانی اور سلامت میں بے مثل ہے۔

۵۔ عوامی لغات و بازاری زبان سے یکسر پاک ہے۔

۶۔ قرآن پاک کے اصل منشاء مراد کو بتایا ہے۔

۷۔ آیاتِ ربانی کے اندازِ خطاب کو پہنچا ہے۔

۸۔ قرآن کے مخصوص محاوروں کی نشاندہی کرتا ہے۔

۹۔ قادرِ مطلق کی روئے عزت و جلال میں نقص و عیب کا دھبہ لگانے والوں کے لئے تیغِ بران ہے۔

۱۰۔ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی عظمت و حرمت کا محافظ و نگہبان ہے۔

۱۱۔ عام مسلمین کے لئے با محاورہ اُردو میں سادہ ترجمہ ہے۔

۱۲۔ لیکن علماء کرام و مشائخِ عظام کے لئے معرفت کا اُمڈنا ہوا سمندر ہے۔

بس اتنا ہی سمجھ لیجئے کہ قرآن حکیم قادرِ مطلق جل جلالہ کا مقدس کلام ہے اور کنز الایمان اس کا مہذب ترجمان ہے۔

فقیر نے جہاں بھی آپ کی تصانیف میں تحقیق مفسرانہ دیکھی تو رازی و غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے قلم سے آفرین و تحسین سنی۔ اختصار کے پیش نظر چند ایک نظائرِ مشتمل نمونہ خروارِ ملاحظہ ہوں جو آپ کی تصنیف سے اخذ کئے گئے ہیں۔

پیشانی کا داغ

سائل نے صرف اتنا استفسار کیا کہ بعض نمازیوں کو بہ کثرت نماز کے ناک یا پیشانی پر جو سیاہ داغ ہو جاتا ہے اس سے نمازی کو قبر و حشر میں خداوند کریم جل جلالہ کی پاک رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں اور زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں بغض کا سیاہ داغ ہوتا ہے اس کی شامت اس کی ناک یا پیشانی پر کالا داغ ہوتا ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قلم کو جنبش آئی تو چھ صفحات مفسرانہ حیثیت سے لکھے اور ثابت فرمایا کہ اس نشانی کے متعلق چار قول ماثور ہیں اور ہر ایک کا حکم جدا جدا اور آیت **سِیْمَاہُمْ فِی وُجُوْہِہُمْ مِّنْ اَثْرِ السَّجْدِ** کا ایسا مفہوم ادا فرمایا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان اوہام کا ازالہ فرمایا جو پیشانی کے داغ کو **سِیْمَاہُمْ فِی وُجُوْہِہُمْ مِّنْ اَثْرِ السَّجْدِ** میں سمجھتے ہیں۔ یہ مضمون سوانح احمد رضا میں چند صفحات پر پھیلا ہوا ہے جو نہایت قابلِ مطالعہ ہے اور تمام تحقیق تفاسیر معتبرہ کے حوالہ جات سے مزین ہے۔

آیت میثاق

و اذا اخذ الله ميثاق النبين الخ سے حضور اکرم ﷺ کی فضیلت مطلقہ پر گفتگو فرماتے ہوئے آخر میں تحریر فرمایا **اقول**
و بالله التوفيق پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن کریم نے کس قدر مہتمم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے موکد فرمایا۔
اولاً۔ انبیاء علیہم السلام معصومین ہیں زہار حکم الہی کے خلاف ان سے کوئی کام صادر نہیں ہوتا کہ رب تعالیٰ بہ طریق امر انہیں
فرمایا کہ اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا مگر اس پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا یہ عہد
عہد است بربکم کا دوسرا پیمان تھا جیسے کلمہ **لا الہ الا اللہ** کے ساتھ **محمد رسول اللہ** تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے
اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الہیہ کا اذعان ہے پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ ﷺ پر ایمان **(ﷺ وبارک و شرف و بجل**
وعظم)

ثانیاً۔ اس عہد کو لام قسم سے موکد فرمایا **التو منن به التنصر نہ** جس طرح نوابوں سے بیعت سلاطین لی جاتی ہے۔ امام سبکی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مسئلہ۔ بیعت اس آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثالثاً۔ نون تاکید

رابعاً۔ وہ بھی ثقیلہ لا کر ثقل تاکید اور دوبالا فرمایا۔

خامساً۔ یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ابھی جواب نہ دینے پائیں کہ خود ہی تقدیم فرما کر
پوچھتے ہیں اقرار تم کیا اس امر پر اقرار لاتے ہیں یعنی کمال و تعجیل و تسجیل مقصود ہے۔

سادساً۔ اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد فرمایا **واخذتم علی ذالکم اصری** خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر
میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعاً۔ **علیہ یا علیٰ هذا کی جگہ علی ذالکم** فرمایا کہ بعد اشارت عظمت ہو۔

ثامناً۔ اور ترقی ہوئی کہ **فاشهدوا** ایک دوسرے پر گواہ ہو جائے۔ حالانکہ **معاذ اللہ** اقرار کر کے مکر جانا ان پاک مقدس
جنابوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعاً۔ کمال یہ ہے کہ صرف ان کی گواہی پر اکتفاء نہ ہوا بلکہ فرمایا **انا معکم من الشاہدین** میں خود بھی تمہارے ساتھ
گواہوں میں ہوں۔

عاشراً۔ سب سے زیادہ نہایت کار یہ ہے کہ اس عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد بآنکہ انبیاء علیہم السلام کو عصمت
عطا فرمائی یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ **فمن تولیٰ بعد ذالک فاولئک ہم الفسقون** اب جو اس اقرار سے

پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔ اللہ اللہ یہ وہی اعتنائے تام و اہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں بیان فرماتا ہے **و من يقل منهم انى الله من دونه فذلك نجزيه جهنم كذا لك** **نجزي الظالمين۔** جو ان میں سے کہے گا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں اس کو جہنم کی سزا دیں گے ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں ستم گروں کو گویا اشارہ فرماتے ہیں جس طرح ہمیں ایمان کے جزاؤں **لا اله الا الله** کا اہتمام ہے یوں ہی جزاؤں **محمد رسول الله** سے اعتنائے تام ہے کہ میں تمام جہانوں کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتدا کہ انبیاء و مرسلین بھی اس کی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے اور اس سے قبل اس آیہ کا تبصرہ کئی صفحات پر فرمایا۔ تبصرہ کر کے پھر معتبرہ تفاسیر اور محققین علماء کرام کی تصانیف کے خلاصہ کو دریا در کوزہ کی مثالی قائم فرمائی۔

کلی علم غیب

اور یہ صرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ تھا کہ جب اعدائے دین نے شان نبوت و ولایت پر ہاتھ ڈالا تو اعلیٰ حضرت کا قلم ڈھال بنا اور مذہب مہذب اہل سنت کے جمیع مسائل کو قرآنی اصول کے مطابق ڈھالنے کی نہ صرف کوشش کی بلکہ حقیقت کو نصف النہار سے زیادہ آشکارا فرمایا چنانچہ علم غیب کلی اہل سنت اور مخالفین کے مابین نزاع کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ جب گویا ہوئے تو جلال الملت والدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ساتھ لیا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علم غیب کلی کا دعویٰ یوں تحریر فرمایا ”بے شک حضرت عزت و عظمت نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو روز اول سے روز آخرین کا علم عطا فرمایا مشرق تک مغرب عرش تا فرش سب انہیں دکھایا **ملکوت السموات والارض** کا شاہد بنایا، روز ازل سے روز آخرت یعنی روز قیامت تک کے سب **ماکان وما یکون** انہیں بتائے اثنائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور ﷺ کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم حبیب کریم ﷺ ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر پر رطب دیا بس جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیروں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا **الحمد لله حمداً**

کثیراً۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہر گز ہر گز محمد ﷺ کا پورا علم نہیں **و علی آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وکرم وسلم۔** بلکہ حضور اکرم ﷺ کے علم سے ایک چھوٹا حصہ ہے ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار ہزار بے حد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا مالک و مولا جل علا **(والحمد لله العلی الاعلیٰ)** کتب حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بہت شافی و بیان وافی ہے اس کے بعد آپ علم غیب کے مسئلہ کو قرآنی آیات سے ثابت فرما کر آخر میں اصول قرآنی پر بحث فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

عبارت اعلیٰ حضرت قدس سرہ

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ چیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے نہ حدیث آحاد اگرچہ کیسی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو عموم قرآن کی تخصیص تراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے۔ **بحمد اللہ** کیسے نص صریح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن ﷺ کو اللہ عز و جل نے تمام موجودات جملہ **ماکان وما یکون الیٰ** **یوم القیامہ** جمع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب سماء و ارض عرض فرش میں کوئی ذرہ حضور ﷺ سے باہر نہ رہا۔ جو کچھ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اصول تفسیر کے طور پر اپنا مسلک واضح فرمایا وہی اصول امام سیوطی سینکڑوں سال پہلے بیان فرما گئے چنانچہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

العالم يستغرق الصالح من غیر حصر وصیغۃ کل مبتدأ وما والمعروف بال واسم الجنس المضاف والنكرة فی سياق العفی..... العام الباقي فی عمومہ من خاص القرآن ماکان مخصصاً لعموم السنة وهو عزیز قال ابن الحصار انما يرجع فی النسخ الیٰ نقل صریح عن رسول ﷺ وعن اصحابی يقول آية كذا نسخت كذا قال وحکم به عند وجود التعارض المقطوع به مع علم التاريخ يعرف التقديم والمتاخر قال ولا يعتمد فی النسخ قول عوام المفسرين بل ولا اجتهد المجتهدین من غیر نقل صحیح ولا معارضة بينة لان النسخ يتضمن دفع حکم واثبات حکم تقرر فی عہدہ ﷺ والصعتمد فیہ النقل والتاریخ دون الراى والاجتهد قال والناس فی هذا بین طرفی نقیض فمن قائل لا یقبل فی النسخ اخبار الاحاد العدول ومن..... یکتفی فیہ بقول مفسر او مجتهد والصواب خلاف قولہما..... اذا سیق العام للمدح والذم فهل هو باق علیٰ عمومہ فیہ مذہب احدها نعم اذلا صارف عنه ولا تنافی بین العموم و بین المدح والذم۔ الخ

تبحر فی فن التفسیر کے نمونے

بالاستیعاب تو نہیں چند آیات کے نمونے تفسیری حیثیت سے فقیر یہاں عرض کرتا ہے۔

(1) فتاویٰ افریقہ ۷۱ میں ہے سائل نے عبدالمصطفیٰ نام رکھنے کے متعلق سوال لکھا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے عبدالمصطفیٰ نام رکھنے کے جواز میں آیت **وانکھوا الایمیٰ منکم والصالحین من عبادکم** سے استدلال فرمایا اس کے بعد تفسیر

القرآن بالحدیث کے قاعدہ پر آیات کی تفسیر اور اپنے موضوع کو احادیث مبارکہ کے چند حوالہ جات سے مزین فرمایا پھر اس کے بعد تفسیر القرآن بالقرآن جو تفسیر کا اعلیٰ درجہ ہے آیت مذکورہ کے لئے **یعبادی الذی اسرفوا** سے استشہاد فرمایا۔ آپ کے استدلال پر فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر کو سامنے رکھے تو یقین آئے گا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ طرز استدلال میں امام رازی ہیں۔

(2) اسی فتاویٰ افریقہ ۱۹ میں سائل نے سوال کیا کہ آپ نے اپنی بعض تصانیف میں اہل اسلام کو مخاطب فرمایا کیا آپ کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں جب کہ آپ دوسروں کو تمہارا خدا کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صرف اسی ایک چھوٹے سوال پر اختصار اُدس آیات اور دس احادیث سے جواب مرحمت فرمایا جو آپ کی قرآن دانی کا بین ثبوت ہے۔

(3) اسی فتاویٰ افریقہ میں بد مذہب سے بیزاری کے متعلق درجنوں آیات سے استدلال کے بعد متعدد احادیث مبارکہ سے استشہاد فرمایا۔

(4) اسی فتاویٰ افریقہ کے صفحہ ۱۳ پر آیہ وسیلہ کا بیان مفصل مفسر فرمایا کہ جس میں وسیلہ کی تمام شقوں کی تفصیل پھر اس پر اسلاف صالحین کے ارشادات کی ترمیم کے بعد پیری مریدی کی تمام اقسام واضح فرمائیں جن میں سچے اور جھوٹے پیروں فقیروں کی پہچان آسان فرمادی جو اسلاف صالحین کی تصانیف میں یکجا کہیں اسی تحقیق کے ساتھ نہ ملے گی۔ پھر کمال یہ ہے کہ صرف ایک جملہ کی تحقیق پر کتاب کے کئی صفحات پُر فرمائے۔ امام فخر الدین رازی قدس سرہ کو ناقدین نے معاف نہ فرمایا کہا امام موصوف آیت کے مضمون کو اتنا طول دیتے ہیں کہ فن تفسیر کا رنگ بکھر جاتا ہے لیکن ہمارے امام ممدوح کا مضمون اتنا پُر بہار ہے کہ جتنا طویل ہوتا گیا اتنا فن تفسیر اُجاگر ہوتا چلا گیا ہے۔ اگر وہی ناقدین ہمارے امام ممدوح کے مضمون کو دیکھ لیتے تو قلم رضا کو چوم لیتے۔

(5) اکثر مفسرین صرف ناقل ہوتے ہیں استنباط کرنے والے گنتی کے چند ملیں گے لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اللہ کی طرف سے تائید بھی نصیب تھی کہ آیت کی تفسیر میں نقول معتبرہ کے ساتھ احادیث مبارکہ سے جب استنباط فرماتے تو دریا بہا دیتے چنانچہ آیت **ان اشکر لی ولو الدیک** کی تفسیر میں حقوق الاولاد علی الوالد اسی حقوق گنائے جو سب کے سب آیت کی تفسیر سے متعلق اور احادیث مبارکہ سے مستنبط ہیں۔ صرف اسی مضمون پر ایک مستقل رسالہ **مشعلۃ الارشاد** تیار ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور درجنوں بحثیں آیت کی تفسیر میں لائے جنہیں پڑھنے کے بعد تصدیق ہوتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کا تبحر فی فن التفسیر بے مثال ہے۔

(6) اجمالی آیات کی تفسیر میں مفسرین کا ہمیشہ اختلاف چلا آرہا ہے لیکن مفسرین کی عادت رہی ہے کہ اپنے موقف کو دلائل سے ثابت کرتے وقت زیادہ سے زیادہ درجنوں دلائل قائم کئے لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا طرزِ نزالہ ہے کہ جب اپنے موقف کی توضیح فرماتے ہیں تو سینکڑوں دلائل و براہین حوالہ قلم فرماتے ہیں چنانچہ تجلی الیقین کی تصنیف آپ کے شہسوار قلم ہونے کی جیتی جاگتی دلیل ہے کہ مفسرین نے جب آقائے کونین مادائے ثقلین رحمت گل ہادی سبل سید المرسلین ﷺ کی افضلیت کا انکار کیا تو درجنوں آیات قرآنیہ مع حوالہ جات تفاسیر مستندہ اور درجنوں احادیث صحیحہ اور اقوال اور اسلافِ صالحین کی تصنیفات سے استدلال فرمایا اس تصنیف پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو یوں انعام نصیب ہوا کہ حبیب کبریا ﷺ نے زیارت بشارت سے نوازا جس کا ذکر امام اہلسنت نے تجلی الیقین کے آخر میں خود بیان فرمایا ہے۔

(7) صرف ایک آیت پر سینکڑوں صفحات پر کتاب لکھ دی جو پوری کتاب تفاسیر کے حوالہ جات کے علاوہ اپنے استنباطات کے ساتھ اصول تفسیر سے موضوع کو مضبوط و موثوق فرمایا مثلاً آیت **ممتحنہ** کی تفسیر **الحجۃ المومنہ** قابل مطالعہ کتاب ہے۔

(8) مختلف مسائل پر تفاسیر گننے بیٹھے تو تفاسیر کے حوالہ جات کے ڈھیر لگا دیئے چنانچہ **ما اهل لغير الله به** کی توثیق میں تفاسیر معتبرہ کے حوالہ جات لکھوائے حیاتِ اعلیٰ میں ۳۶ تفاسیر کی عبارت لکھوائیں پھر بھی فرمایا ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔

(9) تفسیر میں قرآنی نکات بیان فرمائے تو خود مفسرین حیرت میں آگئے۔ ملفوظ شریف حصہ چہارم میں فرمایا ساتوں آسمان سات زمینیں دنیا ہیں اور ان سے وراء سدرة المنتہی ہے، عرش، کرسی و آراخت۔ دارِ دنیا شہادت ہے اور و آراخت غیب۔

غیب کی کنجیوں کو مفتح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے **وعند مفاتیح الغیب لا**

يعلمهما الا هو اور دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے **له مقاليد السموات والارض مفاتيح** کا حرف اول میم (م) اور

آخری حرف حا (ح) اور مقالید کا پہلا حرف م اور آخرہ مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے یعنی (محمد ﷺ) اسی سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب و شہادت کی کنجیاں سب اسے دی گئی ہیں یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہاں کی بہتریاں نہیں امانی دل و جان نہیں

کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہاں نہیں

یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ مفتح و مقالید غیب و شہادت سے حجرہ خفا یا عدم میں مقفل تھی۔ مفتح مقلد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدانِ ظہور میں لایا گیا۔ وہ ذات..... محمد رسول اللہ ﷺ اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرہ

عدم یا خفا میں رہتے۔

وہ جو نہ تھے کچھ بھی نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہان ہے

(10) اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا بحر فی فن التفسیر سمجھئے یا کرامت کہ خلافِ عادت قرآن کی آیات برجستہ مخالف کو جواب دیا چنانچہ ایک رافضی نے کہا کہ **انا من المجرمین منتقمون** کے عدد ۱۲۰۲ ہیں اور یہی عدد ابو بکر، عمر، عثمان کے ہیں (معاذ اللہ) اعلیٰ حضرت قدس سرہ یہ سن کر بے قرار ہو گئے فوراً بلاتا خیر برجستہ کئی صفحات جوابات بیان فرمائے وہ جوابات سنئے۔
(رافضی لعنہم اللہ تعالیٰ) کی بناء مذہب ایسے ہی اوہام بے سرو پا پر ہے۔

اولاً۔ ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے اسماء کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیرے گا اور (رافضی ناصبی) دونوں ملعون ہیں۔
امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی ؓ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سوا یک ہیں نہ کہ دو۔
(1) ہاں رافضی..... بارہ سودو (۱۲۰۲) عدد کا ہے کہ ابن سبا اور رافضی۔
(2) ہاں رافضی..... بارہ سو عدد ان کے ہیں۔ ابلیس، یزید، ابن زیاد، شیطان الطاق کلینی بابویہ قتی طوسی حلی۔
(3) ہاں رافضی..... اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعاً لست منہم فی شئ

بے شک جنہوں نے اپنا دین کلڑے کلڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔

(سورۃ الانعام، رکوع ۲)

اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں اور یہی عدد ہیں روافض، اثناء عشریہ، شیطانیہ، اسماعیلیہ کے اور اگر اپنی طرح سے اسماعیلیہ میں الف چاہیے تو یہی عدد ہیں روافض اثناء عشریہ نصیریہ واسماعیلیہ کے۔

(4) ہاں اور رافضی!..... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لہم اللعنة ولہم سوء الدار** ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے ہے بُرا گھر۔ (سورۃ الرعد، رکوع ۲) اس کے عدد ۶۳۴ ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حلی کے۔

(5) نہیں اور رافضی!..... بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے **اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجر** وہی اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب ہے (سورۃ الحديد، رکوع ۳) اس کے اعداد ۱۳۳۵ ہیں

اور یہی عدد ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی سعید کے۔

(6) نہیں اور رافضی!..... بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم**

ونور ہم وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور (سورۃ الحديد، رکوع ۳) اس کے اعداد ۷۹۲ اور یہی عدد ہیں ابو بکر عمر عثمان علی طلحہ زبیر سعید کے۔

(7) نہیں اور رافضی!..... بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے **والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون**

والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونور ہم جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور (سورۃ الحديد، رکوع ۳) اور یہی عدد ہیں صدیق، فاروق، ذوالنورین، علی، طلحہ، زبیر، سعید، ابو عبیدہ، عبدالرحمن بن عوف کے۔

آخر میں فرمایا **الحمد للہ** آیۃ کریمہ کا تمام کمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اسماء طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف و تصنع کو دخل نہیں۔ چند دنوں سے آنکھ دکھتی ہے یہ تمام آیات عذاب و اسماء اشرا و آیات مدح و بہار نظر آتی مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ **واللہ الحمد واللہ اعلم**

(فقیر احمد رضا قادری غفرلہ)

اس فتویٰ کو نقل کر کے مستفتی نے لکھا ہے شیعہ رافضی کا **ماشاء اللہ** ولیہ نہیں بلکہ قیمہ ہو گیا۔

اب مجال دم زون نہیں فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام اہلسنت و جماعت و چشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات و اعداد کی مطابقت زبان فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف گزر چکی تھی **واللہ باللہ** عدد اختیار و اشرا کے اسماء بلا سوچے اور بے تامل کئے فرما دیئے کہ فقیر سوا اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار یہ ذریعہ القائے ربانی والہام سبحانی تھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ۱۳۹، ۱۵۰) وقت کے پیش نظر یہ چند جملے پیش کئے گئے ہیں ورنہ دفتر کے دفتر اس موضوع کے لئے بھر جائیں۔ انہی چند سطور کو مولیٰ عزوجل قبول فرمائے۔ (آمین)

فصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

فاخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

۱۹ صفر ۱۴۰۳ھ، بہاولپور پاکستان

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ